تعدّد ازدواج

مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی

المنجد الابجدی میں ہے:

العورۃ، کل امر یستحی منہ، کل شیٔ یسترہ الانسان من اعتنائہ انفۃ وحیاءً الخ (جمع) عَوْرات وعورات [1]

مصباح اللغات میں ہے ــ العورۃ

ہر امر جس سے شرم کی جائے، انسان کے اعضاء جن کو حیا سے چھپایا جائے [2]

اور لغات القرآن میں ہے۔

عورۃ ــ کھلی غیر محفوظ، خالی، علامہ مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس میں اس کے حسب ذیل معانی لکھے ہیں:

(۱) سرحد وغیرہ پر خلل پڑنا (۲) چھپانے کی جگہ (۳) مرد اور عورت کی شرمگاہ (۴) وہ وقت جو بے پردہ ہونے کا ہو اور یہ تین اوقات ہیں فجر سے پہلے، دوپہر کے وقت اور نماز عشا کے بعد (۵) ہر وہ بات جس کے ظاہر ہونے سے آدمی شرمائے۔

امام راغبؒ لکھتے ہیں:

عورۃ، انسان کی شرمگاہ کو کہتے ہیں، جو کنایہ ہے اور دراصل یہ عار سے ہے کیونکہ شرمگاہ کے کھلنے میں عار محسوس ہوتی ہے اور عورتوں کو "عورۃ" اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ ان کے بھی غیر مردوں کے سامنے آنے سے عار آتی ہے [3]۔

اس میں شک نہیں کہ عورت قدرت کا وہ حسین شاہکار ہے جسے اسلام نے ماں، بہن بیٹی اور بیوی کے روپ میں پیش کیا ہے اسلام سے قبل معاشرہ میں عورت کا جو حال تھا اس کا سرسری جائزہ ضروری ہے تاکہ "تعرف الاشیاء باضدادھا" کے اصول کے تحت اس پروپیگنڈے کی حقیقت سامنے

آ سکے تو اسلام کے حوالہ سے عورت کی بے کسی و بے بسی کے متعلق کیا جاتا ہے قدیم تہذیب میں یونان کا ذکر بڑے اہتمام سے ہوتا ہے اور یونانی تہذیب کو بڑی شاندار تہذیب گردانا جاتا ہے لیکن اس تہذیب میں عورت اسی طرح تمام مصائب کی ذمہ دار قرار دی جاتی ہے جس طرح یہودیوں کے ہاں حضرت حوا علیہا السلام تمام المناکیوں اور کلفتوں کا باعث ہیں۔

یونان کے بعد روم کا نمبر آتا ہے اور آج بعض لوگ رومی تہذیب کا بڑے فخر سے ذکر کرتے ہیں لیکن اس تہذیب میں مرد اپنے خاندان کا سردار ہوتا ہے اس کو اپنے بیوی بچوں پر اس طرح "مالکانہ حقوق" حاصل ہوتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی کو قتل تک کرنے کا مجاز ہے اور اس میں کوئی روک نہیں۔

جب بیچاری عورت کا یہ حال تھا تو پھر ایسا وقت آیا کہ عورت جنس بازار میں ایک ایسی چیز قرار پائی جسے کوئی کسی بھی وقت اپنے سفلی جذبات کے لیے برت اور استعمال کر سکتا ہے، کہ روم کے محتسب اخلاق (۱۸۴ قبل مسیح) نے زنا کو حق بجانب قرار دیا۔

اس سے آگے بڑھیں تو مسیحی یورپ میں عورت کا نقشہ یوں نظر آتا ہے۔

عورت گناہ کی ماں اور بدی کی جڑ ہے، مرد کے لیے معصیت کی تحریک کا سرچشمہ اور جہنم کا دروازہ ہے ائمہ مسیحیت میں ترتولیان نہایت اہم آدمی ہے وہ کہتا ہے:

عورت شیطان کے آنے کا دروازہ، شجر ممنوع کی طرف پہنچانے والی، خدا کے قانون کو توڑنے والی اور مرد کو غارت کرنے والی ہے۔

کرائی سوسٹم (یکے از اولیاء کبار مسیحیت) کے بقول عورت ایک ناگزیر برائی، ایک پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفت، ایک خانگی خطرہ، ایک غارت گر دلربائی اور ایک آراستہ مصیبت ہے۔

اس کے بالمقابل اسلام نے زندگی کے اکثر معاملات میں عورت کو برابر کا مقام دیا: سب سے پہلے مرد کے ساتھ اس کی انسانیت کا کھلے بندوں اعلان کیا تقویٰ و طہارت کی دوڑ میں جس طرح مرد کے لیے کھلا میدان چھوڑا ایسے ہی عورت کو اس میدان میں کھلے مواقع فراہم کیے۔

قرآن عزیز میں ہے :
اے انسانو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تم کو ایک جان دار سے پیدا کیا
اور اسی جاندار سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بکثرت مرد اور عورتوں کو
پھیلا دیا۵ے
دوسری جگہ ہے :
اے لوگو! ہم نے تم کو ایک عورت اور مرد سے پیدا کیا ہے اور تمہارے درمیان مختلف شاخیں ا
قبائل بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو، اللہ کے نزدیک تو تم سب میں بڑ
عزت والا وہ ہے جو تم سب میں بڑا پرہیزگار ہے ۶ے
انسانی حقوق کا سوال آیا تو قرآن نے واضح لفظوں میں کہا :
اور عورتوں کا حق بھی ایسا ہی ہے جیسا دستور کے مطابق مردوں کا حق عورتوں پر ہے ۷ے
اور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا :
عورتیں حقوق انسانیت میں مردوں کے برابر ہیں ۸ے
خیر و شر کے اعمال میں قرآن نے بتلایا کہ مرد و عورت ہر دو کیلئے ایک ہی پیمانہ ہے۔
اور جو کوئی نیک کام کرتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو۔
تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اس جنت میں ان کو بے حساب رزق دیا جا
گا ۹ے
علم کے معاملہ میں جامع صغیر کی روایت کے مطابق ہر دو کو پابند کیا گیا ـــ معاشر
کسی وجہ سے توڑنا پڑے تو اگر مرد کو طلاق کی اجازت ہے تو عورت خلع کی حق دار ہے ۱۰ے
امور خانہ داری میں مرد کی طرح عورت بھی ذمہ دار ہے مثلاً بچوں کے دودھ کے
میں البقرہ آیت ۲۳۳ میں "فان ارادا" فرمایا، اسی طرح مشہور حدیث نبوی الا کلکم راع (بخا
میں مرد کی طرح عورت کی ذمہ داریوں کا ذکر ہے اور مالی، دیوانی، فوجداری اور قانو
میں اس کا مساوی ہونا، جائیداد کا مالک ہونا، ہبہ، رہن، بیع کے اختیارات دیوانی :

سے رجوع، حدود و قصاص اور تعزیری قوانین میں اپنا حق لے سکنے کی تصریح موجود ہے[۱۱]۔

یہ تفصیلات ہمارے اس دعوی کی دلیل ہیں کہ اسلام جس طرح باقی دنیا پہ ابر رحمت بن کر برسا اسی طرح اس نے عورت کو اپنی برکات سے نوازا اور ابتدا میں جو اشارہ ہوا اس کے مطابق اسلام نے عورت کو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے مقدس رشتوں میں پرو دیا ـــ آئندہ گفتگو چونکہ چوتھے رشتہ کے حوالہ سے ہونی ہے اس لیے پہلے تین رشتوں کے حقوق و فرائض سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ معلوم کر لیں کہ مناکحت اور ازدواج کا رشتہ ہے کیوں؟

قرآن عزیز اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ارشادات اس معاملہ میں بڑے واضح ہیں۔

ایک جگہ ارشاد ہے۔

اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس میں سے بیویاں بنائیں تاکہ ان سے آرام و اطمینان حاصل کرو۔ اور اس نے تم میاں بیوی کے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کی اس بات میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں[۱۲]

ایک جگہ فرمایا:

وہ (عورتیں) تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو[۱۳]

مولانا محمود الحسن (شیخ الهند) فرماتے ہیں:

لباس اور پوشاک سے غرض غایت اتصال و اختلاط ہے یعنی جس طرح بدن سے کپڑے لگے اور ملے ہوتے ہیں:

اسی طرح مرد اور عورت آپس میں ملتے ہیں[۱۴]

یہ مسئلہ یعنی عورت مرد کے باہمی جائز تعلقات کا جتنا کچھ اہم ہے اس کا اندازہ ان تفصیلات سے ہو گا جو اس ضمن میں قرآن اور احادیث میں موجود ہیں، عائلی قوانین کے

ضمن میں قرآن نے نکاح کا ذکر ۱۲ سے زائد آیتوں میں اور بیوی کے ساتھ تعلقات کا ۲۸ آیات میں، عورتوں کے حقوق کا ۲۳ آیات میں اور اس سے متعلق باقی مسائل بچے کو دودھ پلانا، طلاق، خلع، حق مہر، حیض وعدت اور ظہار (کسی عورت کو ماں کہہ دینا) وغیرہ کا متعدد آیات میں ذکر کیا ہے جبکہ ذخیرہ احادیث میں اس قسم کے عنوانات پہ مفصل ابواب اور فصول کا ہر ذی شعور کو علم ہے [۱۵]

حضور علیہ السلام نے ایک حدیث میں نکاح کو نگاہوں اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ قرار دیا [۱۶]

نیز آپ نے اسے افزائش نسل کا ذریعہ بتایا اور توجہ دلائی کہ محبت کرنے والی اور کثرت سے بچے جننے والی عورتوں سے شادی کرو تاکہ میں قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر فخر کرسکوں [۱۷]

نکاح کے عمومی مقاصد پر نظر کرتے ہوئے یہ بات بالکل درست اور صحیح ہے کہ ایک مرد کا تعلق نکاح ایک ہی عورت سے ہونا چاہیئے کیونکہ سکون وطمانیت اور باہم محبت ومودت کی حسین ترین شکل یہی ہے اور اسی میں زیادہ سکون ہے، لیکن اسلام نے ایک سے زائد عورتوں سے بیک وقت نکاح کی اجازت دی اور اس کی تحدید ہم تک کردی — یہ مسئلہ تعدد ازدواج نہ صرف مخالفین اسلام بلکہ غیروں کی چکاچوند تہذیب سے مرعوب مسلمانوں کے لیے بھی ایک "دردسری" کا مسئلہ بن گیا، اور انہوں نے اس ضمن میں ہر وہ بات کہی جس کی شرافت اخلاق اور قانون اجازت نہیں دیتا۔

اس لیے ضروری ہے کہ اس موضوع پر ذرا کھل کر گفتگو کی جائے تاکہ معلوم ہوسکے کہ نفس مسئلہ کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے ؟ جن آیات میں "تعدد" کا ذکر ہے وہ دو ہیں اور دونوں ہی سورۃ نساء میں واقع ہیں، ایک تو بالکل سورہ کے ابتداء میں ہے اور دوسری سولہویں رکوع میں ہے — پہلی آیت میں ہے:

اور اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان کی بجائے اور عورتیں جو تم کو پسند ہوں، ان میں سے دو دو، اور تین

تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کر لو پھر اگر تم کو یہ خوف ہو کہ تم چند عورتوں کے درمیان انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرو [۱۸]

اور دوسری آیت میں ہے:

اور تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ تم اپنی سب بیویوں میں برابری رکھو (یعنی محبت میں) خواہ تم کتنے ہی خواہش مند ہو لہٰذا تم ایسا نہ کرنا کہ ایک طرف تو بالکل مائل ہو جاؤ اور ایک کو ایسا ڈال رکھو جیسے آدھ میں لٹکی ہوئی

ان دونوں آیات پر ذرا تفصیل سے غور کرنے کی ضرورت ہے:

پہلی آیت میں یتیم لڑکیوں کا ذکر ہے کہ اگر ان کے حقوق کے معاملہ میں ان میں خطرہ اور ڈر ہو کہ انہیں پوری طرح نہ نبھا سکو گے تو کیا ضروری ہے کہ تم انہی سے نکاح کرو؟ آخر اور عورتیں بھی تو موجود ہیں ــــ یتیم کے متعلق سب کو معلوم ہے کہ وہ بے سہارا لڑکی یا لڑکا یتیم کہلاتے ہیں جو بلوغ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں اور ان کے والد کا انتقال ہو گیا ہو ــــ

وہ بچے جن کے باپ مر گئے ہوں، لڑکیاں ہوں یا لڑکے ــــ نابالغ بچوں کا بن باپ رہ جانا جانور کے چھوٹے بچوں کا بن ماں رہ جانا، وہ عورت جس کے بچے یتیم ہوں [۲۰] (یعنی بیوہ عورت)

اس میں بن باپ رہ جانے والے بچوں کے ساتھ ساتھ "بے سہارا عورت کو بھی" یتیم کہا گیا ہے [۲۱]

یتیم اپنے بے سہارا ہونے کی وجہ سے خصوصی ہمدردی کا مستحق ہوتا ہے قرآن میں ہے:

آپ سے یتیموں کا حکم دریافت کرتے ہیں ؟ آپ فرما دیجئے، بہر صورت ان کے حال کی صلاح کرنا بہت بہتر ہے [۲۲]

ایک دوسری جگہ ہے:

اور لوگوں کو یہ خیال کر کے ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ خود اپنے کمزور و ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کو ان بچوں کے بارے میں کیسے کیسے اندیشے ہوتے، پس ان لوگوں کو چاہئے کہ وہ خدا کا خوف کریں اور یتیموں سے سیدھی اور سچی بات کہا کریں، بلاشبہ جو لوگ بغیر کسی حقِ شرعی

کے یتامیٰ کا مال کھاتے ہیں تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب دھکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے ۲۳

قرآن عزیز میں کم و بیش ۲۳ آیات یتیموں کے حق میں موجود ہیں جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، اور حضور علیہ السلام نے یتیم کی کفالت کرنے والے کے لئے خوشخبری دی کہ وہ میرے ساتھ جنت میں اس طرح قریب ہوگا جیسے ہاتھ کی انگلیاں آپس میں قریب ہیں ۲۴ دوسری حدیث میں یتیم کو اپنی کفالت میں لینے والے کے لیے لازمی جنت کی بشارت دی ۲۵ اور تیسری حدیث میں فرمایا!

کہ یتیم کے سر پر دست شفقت پھیرنے والے کے ہاتھ تلے جتنے بال آئیں گے تو ہر بال کے برابر اسے نیکیاں میسر آئیں گی ۲۶ النساء کی پہلی آیت کے متعلق تین قسم کی احادیث موجود ہیں ــــ پہلی قسم کی روایات حضرت ام المؤمنین سیدہ طاہرہ صدیقہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا ورضوانہ سے مروی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے ۔

کہ یتیم لڑکیاں جو اپنے کسی ولی کی تربیت میں ہوتیں اور وہ لڑکی قرابت کے سبب اس ولی کے باغ اور مال میں شریک بھی ہوتی تو دو صورتیں پیش آتیں ، یا تو اس کا مال اور شکل دونوں ہی ولی کو مرغوب ہوتیں یا شکل تو نہ ہوتی البتہ مال لالچ کا ذریعہ بنتا۔ پہلی شکل میں برائے نام مہر پر اسے اپنے نکاح میں لے لیتا کہ کوئی دوسرا اس کا پرسان حال تو ہے نہیں اور دوسری شکل میں یہ سوچ کر کہ دوسرے کے ساتھ نکاح سے اس کا مال میرے قبضہ سے نکل جانے گا اور دوسرا میرے مال میں شریک ہوجائے گا اس لیے محض مال کی رغبت سے اس سے نکاح رچا لیتا اور اسے رغبت نہ ہوتی۔ اس پر یہ حکم خداوندی نازل ہوا ۲۷

دوسری رائے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے شاگرد رشید عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے:

کہ دور جاہلیت میں نکاح کی کوئی حد مقرر نہ تھی ایک ایک شخص کئی کئی عورتوں سے شادیاں کر لیتا ظاہر ہے کہ اس سے مصارف بڑھتے تو پھر اپنے یتیم عزیزوں کے حقوق

پر دست درازی کرتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حد مقرر کر دی۔

تیسری رائے حضرت سعید بن جبیر اور قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کی ہے:

کہ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ یتیموں کے ساتھ ناانصافی پسند نہ کرتے لیکن عورتوں کے معاملہ میں ان کے ذہن عدل سے بالکل خالی تھے جتنی چاہتے شادیاں کرتے۔ پھر ظلم کرتے اللہ رب العزت نے اس سے روکا کہ جس طرح یتیموں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے ہو باقی عورتوں کے معاملہ میں بھی ڈرو۔ ۲۵

بہر حال آیت کا شان نزول کچھ بھی ہو اصل مسئلہ حقوق کے تحفظ کا ہے جس پر اسلام بہت زور دیتا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ علماء کے نزدیک تعدد ازدواج کی بنیاد یہی آیت ہے اور وہ طے ہے کہ بیک وقت چار ہی عورتیں ہو سکتی ہیں۔ اس سے زائد نہیں۔ بعض گمراہ فرقوں نے ۹ اور ۱۸ تک عورتوں سے بیک وقت شادی کی جو اجازت اس آیت سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ ان کا اختراع ہے بعض فرقے ۹ عورتوں کی اجازت دیتے ہیں، اس طرح کہ مثنیٰ (۲) x ثلث (۳) + ربع (۴) = ۹ قرار دیتے ہیں اور حضور علیہ السلام کی بیک وقت ۹ بیویوں کی موجودگی کو اپنی مزید دلیل سمجھتے ہیں، ان کے بالمقابل بعض دوسرے بدعتی اور گمراہ فرقے ۲، ۲۔ ۳، ۳ اور ۴، ۴ کا مجموعہ ۱۸ قرار دیتے ہیں لیکن یہ دونوں باتیں نفس قرآن، سنت اور تعامل امت کے خلاف ہیں ـــ بات چار ہی کی ہے اور دشمنان اسلام تک اسی تعداد کے حوالے سے بحث و مجادلہ کا راستہ اختیار کرتے اور اعتراض کرتے ہیں ـــ اور پھر النساء ہی کی آیت ۱۲۹ کو اپنے استشہاد کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ جب اللہ رب العزت نے خود فرما دیا کہ چاہنے کے باوجود تم عدل نہ کر سکو گے تو پھر اس اجازت کا مطلب؟ معلوم ہوا کہ آیت ۱۲۹، آیت ۳ کی ناسخ ہے اور اب بس ایک ہی عورت سے شادی ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اس حقیقت سے سب واقف ہیں کہ:

تعداد ازدواج کی اجازت تو ہے اس کا حکم نہیں ـــ اور اجازت ضرورت کے تحت ہوتی ہے وہ ضرورت جنگ بھی ہو سکتی ہے اور کچھ اور بھی، نیز یہ کہ دنیا کی تمام الہامی کتابیں اور وہ سب پاک نفس حضرات جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدق و راستی کا پیغام لے کر آئے،

اس کے مجوّز ہیں اور اسے جائز قرار دیتے ہیں ــــــ رہ گیا دونوں آیتوں کے تعارض کا معاملہ تو ان میں نہ تعارض ہے نہ ایک دوسرے کی ناسخ ہے بلکہ عدل سے مراد ظاہری معاملات نان نفقہ وغیرہ کا عدل ہے نیز باری بھی اس میں شامل ہے اور عدم استطاعت سے مراد قلبی محبت و تعلق ہے کہ یہ تو ممکن ہے کہ ایک سے قلبی محبت زیادہ ہو دوسری سے کم، لیکن یہ بات کہ ظاہری معاملات میں ایسا رویہ اختیار کیا جائے کہ ایک بیچاری معلّقہ ہو کر رہ جائے حرام محض اور شدید گناہ کا باعث ہے۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم جو "اعدل الناس" تھے اپنے اللہ کے حضور یوں عرض پرداز ہیں؛

اللھم ھذا قسمی فیما املك فلا تلمنی فیما تملك ولا املك، یا اللہ[۲۱]

کہ اے اللہ جہاں تک ظاہری تقسیم کا معاملہ ہے اس کا میں مالک ہوں (اور تو جانتا ہے کہ میں اس میں انصاف کرتا ہوں)

رہ گئی وہ چیز جو میرے بس میں نہیں بلکہ تو اس کا مالک ہے (قلبی محبت) تو اس میں مجھے ملامت نہ کرنا۔" اور جو شخص ایک سے زائد بیویوں کی موجودگی میں ظاہری عدل سے کام نہیں لیتا اس کے متعلق ائمہ حدیث ترمذی۔ ابو داؤد نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

کہ جب کسی آدمی کی دو یا زائد بیویاں ہوں (۴ تک) اور وہ ان کے ساتھ عدل و مساوات کا برتاؤ نہ کرے تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک دھڑ گرا ہوا ہو گا اور اسی اخروی سزا پر ہی منحصر نہیں بلکہ عورت کے ظاہری حقوق اگر ضائع ہوتے ہیں تو وہ شریعت مطہرہ کے بخشے ہوئے حقوق کے حصول کے لیے متعلقہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتی ہے اور انصاف طلب کر سکتی ہے؛

بہرطور دونوں آیات اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہیں کہ ایک سے تعدد ازدواج کی اجازت نہ کہ حکم سامنے آتا ہے تو دوسری سے قلبی محبت میں انسان کے مجبور ہونے

ہی عدل کا تاکیدی حکم واضح ہوتا ہے ــــ دوسری آیت سے زیادہ سے زیادہ جو چیز
رتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کا ذوق یہی ہے کہ ایک بیوی پر قناعت کی جائے کیونکہ وہ
سیاتی کمزوریوں سے واقف ہو کر انہیں متنبہ کرتا ہے کہ ایک کی طرف بالکلیہ جھکاؤ اور
ہ کے معاملہ میں اعراض و تغافل کا خطرہ ہے تاہم اس کی بنیاد پر قرآنی حکم کو اپنی عقل کی سان
ر تعدد کے حکم کو منسوخ قرار دینا سراسر ظلم اور نا انصافی اور قرآن سے بعد کا نتیجہ

قارئین خوب جانتے ہیں کہ جب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو یہ دنیا ظلمت و تاریکی کا بری
تھی معاشرتی طور پر عورت کا جو حال تھا وہ کسی سے مخفی نہیں عورت جہاں اور مظالم کا
۔ ہاں وہ بطور میراث بیٹوں تک کی بھینٹ چڑھ جاتی [۳۱]
اسی طرح تعدد ازدواج کا معاملہ تھا، اس کی نہ کوئی حد تھی نہ قید، روایات میں رسول اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے ان لوگوں کو چار سے زائد بیویاں الگ کرنے کا حکم
ان ہو گئے مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ:
غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اس وقت ان کے پاس دس
بیویاں تھیں آپ نے چار رکھ کر باقیوں کو جدا کرنے کا حکم دیا [۳۲]
رہ گیا چار کا مسئلہ تو کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ اس کی اجازت دی، انہیں سوچنا چاہیے کہ جس
میں بے قید آزادی ہو اور عورتوں پر کوئی روک نہ ہو اس میں اس معاملہ کو بالکلیہ بند کر دینا
ری کا باعث بنتا؟
پھر انہیں یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ اسلام ایک "دین فطرت" کے محور پر نازل ہوا تھا،
معاشرہ کی ناگزیر ضرورتوں کا لحاظ کرنا اس کے مزاج و روح کا حصہ تھا اگر وہ اس
کا دھیان نہ کرتا تو غیر مسلم سوسائٹی آج جن کربناک حالات کا شکار رہے خود مسلم سوسائٹی
شکار ہو کر رہ جاتی۔
اس سوسائٹی کا جو حال ہے وہ اس خبر سے معلوم ہوگا جو حال ہی میں اخبارات
ی۔

نیویارک ٹائمز کی حالیہ اشاعت میں کہا گیا ہے کہ نیویارک میں پیدا ہونے والے ہر تین بچوں میں سے ایک ناجائز ہوتا ہے اخبار کے مطابق اب شادی کے بغیر پیدا ہونے والے بچوں کی شرح گذشتہ ۱۰ سال کے مقابلے میں ۳ گنا بڑھ گئی ہے [۳۳]

اس کیفیت کو دیکھ کر اگر ایک مسلمان یہ کہتا ہے کہ:

قرآن نے مشروط طور پر تعدد ازدواج کی اجازت اس لئے دی ہے کہ عورتوں کی فاضل آبادی کو یونہی چھوڑ دینے سے معاشرہ میں جنسی خواہشات کی کثرت ہوتی اور یہ کہ عرب میں پہلے سے یہ رسم جاری تھی [۳۴]

تو بتائیں اس میں اس کا کیا قصور ہے؟

اور پھر جیسا کہ ہم نے پہلے اشارہ کیا، کون سی وہ الہامی کتاب ہے اور کون سادہ داعی الی اللہ ہے، جس نے اس معاملہ میں اسلام کے خلاف کوئی اقدام کیا ہو؟ اسلام تو سب سے آخر میں آیا۔ اناجیل کی متعدد روایات کس بات پر دلالت کرتی ہیں ـــــ؟

جان ڈیون پورٹ نے لاتعداد آیاتِ اناجیل نقل کیں اور آخر میں لکھا کہ:

ان سے ثابت ہوا کہ تعدد ازدواج صرف پسندیدہ ہی نہیں بلکہ خاص خدا نے اس میں برکت دی ہے [۳۵]

اور کیا یہ واقعہ نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حبالہ عقد میں تین بیویاں تھیں [۳۶] حضرت یعقوب علیہ السلام کے حرم سرا میں چار [۳۷] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھی چار [۳۸] حضرت داؤد علیہ السلام کے نو [۳۹] اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے عقد میں سات سو شاہزادیاں اور تین سو حرم تھیں [۴۰] جبکہ راجہ دسرتھ کے تین بیویاں تھیں اور سری کرشن جی کی وہم و گمان سے زائد بیویاں تھیں۔

عیسائی دنیا سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے حوالہ سے اگر بات کرے تو اسے محسوس کرنا چاہیئے کہ آپ نے تو ایک بھی شادی نہیں کی، اہل اسلام کے مسلم اور متفقہ عقیدہ کے مطابق وہ جب قریب قیامت میں آسمان سے نزول فرمائیں گے تو جہاں اور کام کریں گے وہاں شادی کی سنت بھی ادا فرمائیں گے، اگر آپ کو فی الوقت ان کی سنت و طریق اپنانے کا شوق ہے تو پھر

آپ ایک کیوں کرتے ہیں جبکہ انہوں نے تو ایک بھی نہیں کی [۴۱]

آج دنیا میں دو حکومتوں کی اجارہ داری ہے امریکہ کے سب سے بڑے شہر جسے بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے ___ نیویارک ___ کے حالات کا اندازہ آپ نے کر لیا کہ وہاں پر ہر تیسرا بچہ ناجائز ہے، دوسری طرف روس کو دیکھیں ۱۹۳۴ء کے شماریات یہ ہیں:

کہ تنہا ماسکو میں ۵۷۰۰۰ ولادتوں کے مقابلہ میں ۱۵۴۰۰ حمل گرائے جاتے ہیں اور روس کے دیہاتوں میں ۲۴۲۹۷۹ ولادتوں کے مقابلہ میں ۳۲۴۱۹۴ حمل گرائے گئے [۴۲]

اس صورت حال کے سبب روسی اخبار "اذ ویسٹیا" چیختا ہے کہ:

وقت آگیا ہے کہ ازدواجی زندگی میں خیانت کو قانونی جرم قرار دیا جائے اور لوگوں پر واضح کر دیا جائے کہ تعلقات زن و شو میں بے وفائی اشتراکی اخلاق کی رو سے سخت معیوب اور قابل مواخذہ ہے [۴۳]

لیکن سوال یہ ہے کہ نام نہاد "اشتراکی اخلاق" کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے اس "خیانت" کو کیسے بند کریں گے، جب آپ نے "پتھر باندھ دیئے اور کتے کھول دیئے" تو کتوں کی غوغا آرائی اور ان کے کاٹ کھانے کے عمل سے کیونکر چھٹکارا حاصل ہوگا؟

اسلام کو آپ نے "اُفیون" کہہ کر اس کا مذاق اڑایا اور سرمایہ دار جیسے خبیث الفطرت ٹولے کی اصلاح کرنے کے بجائے جب اس کے بغض میں الہامی روایات سے اعراض برتا تو پھر یہی انجام ہونا ہے؟

نامناسب نہ ہوگا کہ مجموعی طور پر امریکی معاشرہ کی بھی ذرا اور قلعی کھول دی جائے ___ تاکہ جو لوگ دانایانِ فرنگ سے مرعوب و متأثر ہو کر اسلام کے معاملہ میں معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتے ہیں ان کی آنکھیں کھل جائیں آنے والا حوالہ اس لئے بھی بڑا اہم ہے کہ اس میں پورے امریکہ کی عکاسی ہے:

امریکہ اپنی گھریلو زندگی میں جس راہ پر جا رہا ہے اس کو اگر ترک نہ کیا گیا تو مذہبی و اخلاقی نقطہ نظر سے الگ، سراسر دنیوی نقطہ نظر سے بھی وہ نہائیت ہولناک نتائج سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے [۴۴]

دایان فرنگ میں کتنے ہی ایسے ہیں جو ناگزیر ضرورتوں کے تحت "تعدد ازدواج" کو ایک منصفانہ قانون قرار دیتے اور اس کی افادیت کے قائل ہیں ــــ اس ضمن میں چند حوالے ضرور ملاحظہ فرمائیں تاکہ جن بے بصیرت لوگوں کے لیے خداوندان یورپ کی ہر بات "سرمہ بصیرت" ثابت ہوتی ہے انہیں آپ ان کے آقاؤں کے اقوال سے آگاہ کر سکیں:

مسٹر جیمس ہنسٹن کے متعلق ہیر لاک ایلس نے لکھا ہے کہ انہوں نے کئی بار اس بات کا اظہار کیا:

ایک بیوی بڑا اپسندیدہ فعل ہے لیکن قانون کی رو سے اسے ضروری قرار دینا صحیح نہیں:

اس کی وجہ؛

ہم نے توحد ازدواج کو ایک عالمگیر قانون کی شکل دیکر اتنی جنسی بدعنوانیاں پیدا کر دی ہیں کہ علانیہ طور سے تعدد ازدواج کا طریقہ رائج کرنے میں فواحش کا یہ سیلاب ہرگز نہ پھوٹتا جبری توحد ازدواج پیشہ ورانہ عصمت فروشی کی تمام خرابیوں کی جڑ اور اس کا موجب ہے۔

"مغربی تہذیب میں ازدواجی زندگی کا مستقبل" نامی کتاب کا فاضل مصنف ویسٹر مارک اپنے ہم وطن اور ہم قوم متعدد دانشوروں کے حوالے سے لکھتا ہے۔

کہ چند در چند وجوہات ایسی ہیں جن کی بنا پر تعدد ازدواج کی قانوناً اجازت ضروری ہے:

اسی کتاب کے حوالہ سے "ڈاکٹر کوپ" کی رائے سامنے آئی:

کہ بعض صورتوں میں تعدد ازدواج جائز قرار دینے سے عورتوں اور مردوں کی مشکلات دور ہو جائیں گی۔

اور مسٹر سدرن نے لکھا کہ:

اگر اکثریت دوسری شادی پسند نہیں کرتی تو نہ کرے اسٹیٹ کو یہ حق نہیں کہ اسے

بزور نافذ کرے بلکہ اسے حالات کی مناسبت سے کھلا چھوڑ دے تاکہ بوقت ضرورت لوگ اس سے بہرہ ور ہو سکیں مشہور فرانسیسی مفکر لی بان پیشین گوئی کے انداز میں کہتا ہے:

آئندہ چل کر فرانس میں تعدد ازدواج کو قانوناً تسلیم کرنا پڑیگا کہ اس سے بہت سی معاشرتی خرابیوں کا قلع قمع ہو گا۔

پروفیسر کرسچین فان اہرن فیلس اسے آریائی نسل کی بقا کا ضامن قرار دیتا ہے[۱۲]

ان حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ تعدد ازدواج ایک ضرورت ہے ـــــ اور جب ہم اسلام کے احکام پر نظر ڈالتے ہیں تو وہاں بھی "ضرورت" کے تحت ہی اس کا جواز ثابت ہوتا ہے ورنہ اگر محض جنسی لذت و شہوت رانی مقصود ہو تو اسلام اس سے سختی سے منع کرتا ہے۔ رسول اکرم علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ [۱۳]

وہ ضروریات جن کی بنا پر اسلام نے "دوسری شادی" کی اجازت دی ان میں جنگ یتامٰی کی بیوہ مائیں، بے سہارا بہنیں وغیرہ کی معاونت شامل ہے اور بقول مولانا عبدالسلام ندوی۔

افزائش نسل، خاندانی تعلقات کا استحکام، سیاسی شور و شر کا خاتمہ جیسے معاملات بھی اس ضرورت کے تحت آتے ہیں[۱۴]

جنگ کے ضمن میں ہٹلر کی بات قابل توجہ ہے ـــــ جنگ عظیم اول اور دوم جس طرح انسانی دنیا کے لیے تباہی کا سامان لائیں یا اس کے بعد کوریا کی جنگ، ویت نام کی جنگ، عرب اسرائیل جنگ یا تازہ ایران و عراق جنگ میں جس کثرت سے مرد مرے یا مر رہے ہیں۔ ان کے بعد اگر آپ "یک زوجگی" کے احمقانہ اصول پر قائم رہیں گے تو اس کا انجام کیا نکلے گا؟ یہی دکھ تھا جس کا اظہار ہٹلر نے میری پیکار میں کیا، اس نے لکھا:

جرمنوں کے نسلی اسلاف میں تعدد ازدواج کا رواج تھا اور وہ ان کے حالات میں بہت ٹھیک تھا اب بھی اس جنگ کے بعد اس قوم کے حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ تعدد ازدواج کو جائز قرار دینا پڑیگا یا کم از کم یہ کرنا پڑیگا کہ بے نکاحی اولاد کے ماتھے پر

سے حرامی ہونے کا کلنک کا ٹیکہ مٹا دیا جائے، جو بچہ اس قوم میں پیدا ہو وہ حلالی ہی شمار ہو۔[۴۳]

انسانی ضرورتوں کے ضمن میں خلیفہ عبدالحکیم نے نپولین کی مثال دی ہے جو غریب گھرانے کا لڑکا تھا لیکن اپنی فراست سے بادشاہ ہو گیا اور جب شاہی خاندان اسے نفرت سے دیکھتا تو اس نے شاہی گھرانے میں تعلق جوڑنا چاہا ــــ پہلی بیوی موجود تھی، کلیسائی عیسائیت دوسری بیوی کی راہ میں مانع تھی، مجبور ہو کر اس نے پہلی کو طلاق دی اور شاہی خاندان میں دوسری شادی کی۔[۴۵]

حقیقت یہ ہے کہ یہ معاملہ چونکہ "ضرورت" کا ہے اس لئے انسانی معاشرہ میں بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ایک کے بعد دوسری شادی کا رسک لیتے ہیں"، نفسیات جنسی" کے مصنف "ہیولاک ایلس" کے بقول۔

عام حالات میں مردوں اور عورتوں کی تعداد قریب قریب مساوی ہوتی ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ ہر مرد کو دو دو عورتیں نصیب ہوں۔ ضرورت و مجبوری کے تحت جن معاشروں میں ایسا ہوتا ہے وہاں نہایت درجہ محدود آبادی اس صورت حال سے دوچار ہوتی ہیں:

اور ۱۹۵۷ کی رپورٹ متعلقہ ہندوستان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ہزار میں ۲۱ مرد ایسے ہوتے ہیں جو دوسری شادی کرتے ہیں، ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کے اسباب کچھ تو گذر چکے ہیں اور بعض حکماء نے تین اسباب اور بھی گنوائے ہیں:

پہلی بیوی سے اولاد نہ ہو ــــ تو ایک مرد دوسری شادی کر سکتا ہے اس لیے کہ ایک مرد کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے دنیا سے جانے کے بعد کوئی اس کا نام لینے والا ہو اللہ کے نبی معصوم ہوتے ہیں لیکن "وارث صالح" کی خواہش ان میں بھی ہوتی ہے جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے واقعات مندرجہ قرآن سے ثابت ہے اور خاص طور پر ان کی وہ دعا ملاحظہ فرمائیں، جس میں وہ اپنے رب سے کہا کرتے ہیں:

جب اس نے اپنے رب کو پست اور خفیہ آواز سے پکارا، زکریا نے عرض کی، اے میرے رب میری ہڈیاں بڑھاپے سے ضعیف ہو گئیں اور سر بڑھاپے کی سفیدی سے

چمک اٹھا۔ اور میرے رب تجھ سے دعا کر کے میں کبھی محروم نہیں رہا۔ اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے سو تو مجھ کو اپنے پاس سے ایک وارث عطا کر جو میرا بھی وارث ہو اور اولاد یعقوب کا بھی وارث ہو اور تو اس وارث کو اے میرے رب اپنا پسندیدہ اور مقبول بنائیو! ۵۱ھ

ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیوی دائم المرض ہے وہ تعلقات زن وشو کی متحمل نہیں ایسے میں اگر مرد دوسری شادی کر لیتا ہے اور پہلی کو بھی علی حالہ اپنے عقد میں رکھتا، اس کے دوا دارو کا اہتمام کرتا، اس کا نان ونفقہ میں ہر طرح خیال کرتا ہے تو سوچیں یہ سودا مہنگا ہے یا سستا؟

اور بقول بعض حکما، ایک سبب اس کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عورت اپنی مخصوص ساخت کی بنیاد پر جلد بوڑھی ہو جائے جب کہ مرد ابھی ایسا نہیں ہوا تو اگر وہ شرعی طریق سے نکاح ثانی کر کے اپنے آپ کو کئی ایک خرابیوں سے بچا لیتا ہے تو اسے اسلام کا احسان ماننا چاہیے۔ نہ کہ اس پر معترض ہونا چاہیئے؟

اس پہ مجھے ایک بات یاد آئی جس کے راوی ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور کے ڈپٹی ڈائریکٹر متعدد کتب علمیہ کے مصنف اور درویش صفت عالم مولانا محمد حنیف ندوی ہیں کہ ادارہ میں امریکن وفد آیا، جب ادارہ کے ڈائریکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب تھے امریکن وفد نے مختلف موضوعات پر خلیفہ صاحب سے بات کی، ادارہ کے باقی ارکان بھی موجود تھے دوران گفتگو تعدد ازدواج کا مسئلہ بھی آیا امریکن وفد نے وہی سطحی قسم کے اعتراض کئے خلیفہ صاحب نے اپنے ذوق کے مطابق نہایت مسکت جوابات دئیے اور آخر میں ان سے کہا کہ ایک سے زائد تعداد میں داشتائیں اور بے نکاحی عورتیں اپنے پاس رکھنا اور اخلاق و معاشرہ کی بھد اڑانا بہتر ہے یا جائز طریق سے ۴ عورتوں سے شادی کر لینا؟

خلیفہ صاحب نے یہ بات کچھ اس انداز سے کہی کہ امریکن وفد کے ارکان مبہوت ہو گئے اور ان سے اس کا کوئی جواب نہ بن سکا۔

عورت کی مخصوص ساخت کا پچھلی سطور میں ذکر آیا، اس پر بھی چند باتیں نوٹ کر لیں:

انسانی مشاہدہ اس مسئلے میں بڑا واضح ہے کہ انسانی گاڑی کے ان دو اہم پہیوں (مرد عورت) کی تخلیق میں اللہ رب العزت نے اپنی صنعت کاری کا خوب مظاہرہ فرمایا ہے ـــــ دیکھیں تو زبان پر بے ساختہ آتا ہے۔

فتبارك الله احسن الخالقين

دورِ حاضر کی کم نصیبی یہ ہے کہ اس نے جنس انسانی کے ان دو حصوں کے معاملات میں "مساوات" کی بھونڈی رٹ لگا رکھی ہے، حالانکہ مرد اور عورت کا وظیفہ زندگی اس کے اعمالِ حیات، اور اس کی ضروریات و فرائض بالکل الگ الگ ہیں۔

خلیفہ عبدالحکیم صاحب اچھے خاصے روشن خیال شمار ہوتے تھے لیکن مردوں کے ساتھ عورتوں کی مساوات کے غیر فطری نعرہ کو انہوں نے بھی پسند نہیں کیا تعدد ازدواج میں لکھتے ہیں:

مردوں کی معاشی زندگی میں خواہ مخواہ کی مساوات طلبی سے تمام قسم کے کاروبار میں شرکت اور وہ بھی اس انداز کی کہ عورت کو اپنی فطری فرائض سے بہت کچھ کنارہ کشی کرنی پڑے، اچھے نتائج پیدا نہیں کرسکتی۔۔۔۔ بے ضرورت خواہ مخواہ ہر قسم کی معاشی جدوجہد میں اپنی نسوانی قوتوں کو صرف کرنا اور اپنے نسوانی خواص و فضائل کو کھو بیٹھنا خود عورتوں کے حق میں خسارے کا سودا ہے"[۵۲]

یہ عبدالحکیم صاحب کا فرمان ہے ـــــ سابق صدر فلسفہ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن وبانی ڈائریکٹر ادارۂ ثقافت اسلامیہ کا جو اپنے مختصر کتابچے "اقبال اور ملا" کے حوالہ سے خاصے لتاڑے جاتے ہیں ـــــ کسی ملائے مکتبی اور بوریہ نشین نے یہ بات نہیں کہی ـــــ اور سچ یہ ہے کہ خلیفہ صاحب نے عین فطرت کی ترجمانی کی ـــــ اور اب دیکھیں اس ضمن میں "دانایانِ فرنگ" کیا کہتے ہیں:

عورت کے تمام اعضاء سر سے پیر تک مرد کے اعضا سے مختلف ہیں[۵۳]

عورت کے جسمانی عضلات مرد کے عضلات سے مختلف اور حد درجہ ضعیف ہیں"

دو حصہ قوت مرد میں اور ایک حصہ عورت میں ہے، عضلات کی سرعت و حرکت کا

بھی یہی حال ہے ۵۴ے

علامہ پرودڈن کہتے ہیں:

"عورت کا وجدان، عقلی قوت، اخلاقی قوت مرد سے کمزور اور مختلف ہیں، پس عورت اور مرد میں عدم مساوات کوئی عارضی امر نہیں بلکہ عورت کی طبعی خاصیت پر مبنی ہے ۵۵ے"

ایک فرانسیسی عالم موزیہ نے عورت کے متعلق ایک کتاب لکھی ژول سیمان نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

عورت کو چاہیئے کہ عورت رہے، ہاں بے شک عورت کو چاہیئے کہ عورت رہے، اسی میں اس کے لیے فلاح ہے اور یہی وہ صفت ہے جو اس کو سعادت کی منزل تک پہنچا سکتی ہے قدرت کا یہ قانون اور اس کی ہدایت ہے"

مزید کہتا ہے:

جو عورت اپنے گھر سے باہر کی دنیا کے مشاغل میں شریک ہوتی ہے، اس میں شک نہیں کہ وہ ایک عالم بسیط کا فرض انجام دیتی ہے، مگر افسوس کہ عورت نہیں رہتی:

النظام السیاسیہ کا انگریز مصنف لکھتا ہے:

عورت کے معاملہ میں قانون الٰہی اس درجہ صحیح اور محقق ہے کہ اس کی مخالفت میں سینکڑوں باطل خیالات قائم ہوتے رہے مگر بغیر کسی نقصان یا تغیر کے وہ سب پر غالب آتا رہا۔

اور سوشلسٹ فلاسفر پرودڈن "مسئلہ حقوق نسواں" میں رقم طراز ہے:

پس اگر عورت نے سوسائٹی میں وہ اقتدار حاصل کر لیا جس کے لیئے تم کوشش کر رہے ہو اور مرد کے مقبوضات میں داخل ہو گئی تو اے میرے عزیز دوست! اچھی طرح سمجھ لو کہ پھر عورت کا معاملہ حد سے گذر جائیگا اور صاف صاف یہ ہے کہ وہ استبداد اور غلامی میں گرفتار ہو

جائے گی:

دانشوران فرنگ کے یہ ارشادات وخیالات خدا جانے ہماری قوم کے ان مرعوب انسانوں کی نظر سے گذرے یا نہیں جو عورت کے معاملہ میں حدود وقوانین الٰہی پر سختی وجبر کی پھبتی کستے نہیں شرماتے ــــ اے کاش انہیں احساس ہوتا کہ خلاق فطرت نے اپنے بندوں کے لیے جو قوانین واحکام متعین فرمائے ہیں، انہی میں بندوں کی بہتری ہے، ان کی مصالح اور حکم بندوں کی سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں:

عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔

اگر قلب ونظر تہذیب فرنگ کے سبب بالکل تاریکی میں ڈوب نہیں گئے تو گذشتہ تحریر تعدد ازدواج کے معاملہ میں کافی ہو سکتی ہے جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

کہ تعدد حکم نہیں ضرورت کے تحت روا ہے اور تعدد کے بعد جو فساد کا شکار ہو کر عدل نہیں کرتا:

وہ جہاں صبح قیامت میں فالج زدہ ہو کر بارگاہ قدس میں حاضر ہوگا وہاں دنیا میں وہ تعزیری قوانین سے نہیں بچ سکتا:

مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے حکیمانہ انداز میں کتنی پتہ کی بات کی ہیں:

بہرحال حکم شرعی تو یہی ہے کہ تعدد ازدواج میں نکاح تو ہر حال میں منعقد ہو ہی جاتا ہے خواہ عدل ہو یا نہ ہو، لیکن عدم عدل کے وقت گناہ ہوگا، اور چونکہ اس وقت عدم عدل (خصوصاً) غالب ہے، اس لیے اسلم یہی ہے کہ تعدد اختیار نہ کیا جائے اور ایک ہی پر قناعت کی جائے اگرچہ ناپسند ہو۔"

اور حکیم الامت حضرت الامام الشاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی انداز میں فرماتے ہیں:

لوگ عورتوں کے حسن وجمال کی طرف مائل ہوتے ہیں، اس لیے بہت سی عو

چاہتے ہیں لیکن پھر ایک محبوبہ بنا کر باقی کو معلق چھوڑ دیتے ہیں، اس لیے نہ وہ محبوبہ ہوتی ہے نہ بیوی ۵۸ھ

اس قسم کے حالات اگر پیدا ہو جائیں کہ معاشرہ میں عام قسم کی ناانصافی پھیل جائے تو ہمارے خیال میں حکومت وقت بشرطیکہ وہ صالح اور عادلہ ہو کسی نوع کی پابندی بھی لگا سکتی ہے اور مصالح امت کے لیے اس طرح کی پابندیاں کوئی نئی بات نہیں ——— عہد خلافت راشدہ میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں ——— شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

ابو حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ نے مدائن میں ایک یہودیہ سے نکاح کر لیا (اہل کتاب سے نکاح درست تھا) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اس بیوی کو چھوڑنے کا لکھا، انہوں نے جواباً پوچھا کہ آیا حرام ہے؟ فرمایا کہ میرا خط پہنچنے سے قبل چھوڑ دو، مجھے ڈر ہے کہ تمہاری پیروی میں (الناس علی دین ملوکھم) دوسرے مسلمان بھی ایسا کریں کہ کتابی عورتوں سے شادیاں رچائیں عام طور پر ایسا ہونے لگا تو مسلمان عورتوں کے لیے یہ آزمائش کافی ہوگی ۵۹ھ

اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں حضرت علی کا ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا اور اس پر نبی کریم علیہ السلام کا عتاب بھی اس کی دلیل ہے کہ تعدد مباح سہی لیکن مصلحت کے اعتبار سے رکاوٹ درست ہے۔ گویا حکومت صالحہ مصالح امت کے لیے ممنوع کو مباح اور مباح کو ممنوع کر دینے کا حق رکھتی ہے لیکن تعدد کا مسئلہ ابھی اس منزل پر نہیں پہنچا کیونکہ جیسا کہ گذرا معاشرہ میں برائے نام وہ افراد ہیں جو "ضرورت" کے تحت ایسا کرتے ہیں ——— ضرورت کی تفصیل ہم عرض کر چکے اور باحوالہ یہ بھی ثابت کر چکے کہ یہ معاملہ انسانی معاشرہ کے لیے باعث رحمت ہے ورنہ اس پر جبری پابندی لگا کر یورپ جو پھل کھا رہا ہے اس کا آپ نے اندازہ لگا ہی لیا کہ کس طرح جنسی تعلقات آوارگی کا شکار ہوئے اور ہو رہے ہیں اور کس طرح ناجائز اولاد کی فوج ظفر موج تیار ہو رہی

ہے نامناسب نہ ہوگا کہ اس حصہ کے "حرف آخر" کے طور پر اقوام متحدہ کے ڈیموگرافک سالنامہ
۱۹۵۹ کا ایک اقتباس پیش کر دیا جائے ـــــ سالنامہ کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:

اسلام میں ایک سے زیادہ شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اس کو بھی تہذیب جدید نے بڑے زور وشور کے ساتھ جہالت کا قانون قرار دیا ہے، مگر تجربے نے ظاہر کر دیا ہے کہ اسلام کا یہ اصول انسانی فطرت کا عین تقاضہ ہے کیونکہ چند زوجیت (تعدد ازواج) کے قانون کو ختم کرنا دراصل در جنول غیر قانونی زوجیت کا دروازہ کھولنا ہے ـــــ اقوام متحدہ کے ڈیموگرافک سالنامہ ۱۹۵۹ کے مطابق جدید دنیا میں جو صورت حال ہے اس کے مطابق بچے۔

اندر سے کم اور باہر سے زیادہ

پیدا ہو رہے ہیں۔ ان ملکوں میں حرامی بچوں کا تناسب ۶۰ فیصد ہے اور بعض ممالک مثلاً پناما میں تو ۷۵ سے ۸۰ بچے اس انداز کے ہیں مسلم ممالک میں یہ تناسب نفی کے برابر ہے۔ مثلاً مصر جو سب سے زیادہ مغربی تہذیب سے متاثر ہوا اس میں تناسب ایک فیصدی سے بھی کم ہے، ایسا کیوں اس کا جواب ایڈیٹر صاحبان کے بقول یہ ہے کہ:

چونکہ مسلم ممالک میں چند زوجیت کا رواج ہے، اس لیے وہاں ناجائز ولادتوں کا بازار گرم نہیں ہے۔ چند زوجیت کے اصول نے مسلم ملکوں کو اس طوفان سے بچا لیا ہے[۱۵]

اس تفصیل کے بعد اب اگلا مرحلہ ہے جناب نبی کریم علیہ السلام کا کہ آپ نے بیک وقت کئی نکاح کئے حتی کہ جب آپ نے اس دنیا سے ظاہری طور پر پردہ فرمایا تو آپ کے حرم میں ۹ ازواج مطہرات (سلام اللہ تعالیٰ علیہن ورضوانہ) موجود تھیں آپ کے معاملہ میں دشمنان اسلام نے خاص چیخ چیخ کی اور آپ کی ذات اقدس پر کئی ایک بھونڈے اعتراض کیے اس لیے اس سے پہلے کہ ہم نبی کریم علیہ السلام کی تعدد ازدواج کے سلسلہ میں دوسرے انداز سے گفتگو کریں آپ کی مبارک زندگی کا سرسری جائزہ

لینا ضروری ہے ـــــ آپ اس دنیا میں ۶۳ برس موجود رہے ان ۶۳ برسوں میں ۴۰ برس وہ ہیں جب آپ منصب نبوت کی ذمہ داریوں کے ذمہ دار قرار نہ پائے تھے اور آخری ۲۳ برس وہ ہیں جب آپ ایک رسول، نبی، مبلغ، مزکی اور داعی کی حیثیت سے رونق افروز ہیں۔ ۴۰ برس کی ابتدائی زندگی جتنی بے داغ، بے عیب اور پاکیزہ ہے اس کا ایک زمانہ معترف ہے:

آپ کے چچا عباس نے دو شعروں میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا۔

جب آپ پیدا ہوئے تو ساری زمین روشن ہو گئی۔ اور آپ کے نور سے سارا عالم منور ہو گیا آپ صاحب حسن و جمال ہیں۔ آپ کے روئے انور کے طفیل بارش کی دعا کی جاتی ہے۔ آپ یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کے محافظ ہیں [۶۱]

بچپن کے زمانہ میں اپنے اعزاء کے ساتھ تعمیر کعبہ کے عمل میں آپ بھی پتھر اٹھا رہے ہیں چچا عباس آپ کا تہبند کھول کر سر پر باندھ دیتے ہیں تاکہ پتھروں سے سر محفوظ رہے لیکن ایک لمحہ نہ گذرا کہ بچہ بے ہوش ہو گیا ہوش آیا تو زبان پر یہ الفاظ تھے، میرا تہبند اور چچا نے فوراً تہبند باندھ دیا۔ بعض روایات میں ہے کہ ایک آواز آئی جو اوروں نے بھی سنی:

کہ یا محمدؐ عورتک [۶۲] - اے محمد اپنے ستر کی حفاظت کرو۔

اور پھر ۲۵ برس کی عمر میں نکاح کیا تو ایک ۴۰ سالہ خاتون سے، جو دو مرتبہ بیوگی کا غم اٹھا چکی تھیں ـــــ وہ خاتون فحش و بے حیائی سے اٹھے ہوئے معاشرہ میں طاہرہ کے معزز لقب سے معروف تھیں۔ انہوں نے تجارتی معاملات میں آپ کی عصمت کو دیکھا تو بات نکاح تک پہنچ گئی۔ آپ نے بھی اس کی پرواہ نہ کی کہ میں ۲۵ سال کا جوان رعنا اور یہ ۴۰ سال کی بیوہ خاتون، بلکہ خاموشی سے نکاح کر لیا اور اس طرح کہ جب تک وہ زندہ رہیں دوسری شادی کا تصور تک نہ آیا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ انتخاب کیوں کیا؟ اس کی وجہ وہ خود ارشاد فرماتی ہے

انی رغبت فیك لحسن خلقك وصدق حدیثك ۶۳ھ

میں نے آپ کو آپ کے اعلیٰ اخلاق اور راستبازی کے سبب منتخب کیا۔

مکہ معظمہ جو لہو لعب کی منڈی تھی اور جہاں "لہو لعب" کا کاروبار زوروں پر تھا اس میں یہ شخص رہتا ہے لیکن اس طرح کہ اس کی نوجوانی اور جوانی بالکل معصوم رہتی ہے اس پر ذرہ برابر داغ نہیں آتا حتیٰ کہ اگر ایک موقع پر ساتھ میں بکریاں چرانے والا ساتھی اس قسم کی ایک محفل کی ترغیب دیتا ہے تو آپ کے جواب سے قبل ہی آپ نیند کا شکار ہو کر غیبی طور پر محفوظ ہو جاتے ہیں ۶۴ھ اور اس حقیقت سے کون واقف نہیں کہ عطائے نبوت کے بعد جب آپ نے اعلان دعوت اسلام کا اہتمام کیا اور پہاڑی کا وعظ ارشاد فرمایا تو اس وقت رؤسائے مکہ نے ہر طرح کی بدتمیزی کی لیکن آپ کے اخلاق عالیہ اور کیرکٹر کے متعلق کوئی بات نہ کہہ سکے، کہا تو یہی کہ "ہم نے بارہا آپ کو آزمایا تو ہر موقع پر راست امین پایا، آپ کی صداقت شعاری اور اخلاقی برتری کی ہم گواہی دیتے ہیں.... لیکن آپ کی دعوت نہ مانیں گے ۶۵ھ

اس کے ساتھ ذرا دشمنوں کا اعتراف ملاحظہ فرمائیں سر ولیم میور نے "لائف آف محمد" لکھی، صوبہ متحدہ کا گورنر انگریز اور غائیت درجہ کا متعصب، لیکن مجبور ہے اور لکھتا ہے:

کہ آپ کی بیوی، دوست (صدیق اکبر) بھائی علی اور خادم (زید) سب سے پہلے اور پر خلوص ایمان لائے تو اس لیے کہ انہیں آپ سچے نظر آئے ــــ آگے لکھتا ہے ــــ کہ ایک مکار اور دھوکہ باز شخص باہر والوں کو اپنے فریب اور جھوٹ میں پھانس سکتا ہے لیکن گھر والوں اور قریبی لوگوں کو زیادہ دیر تک دام فریب میں گرفتار نہیں رکھ سکتا۔

اور مسٹر گاڈفرے ہگنس "اپالوجی فار محمد" میں حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابوعبیدہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جیسے حضرات جو ابتدا میں مسلمان ہوئے،

قبول اسلام کو آپ کی صداقت شعاری اور عظمت کی دلیل قرار دیتا ہے کہ یہ لوگ آئندہ چل کر عظیم جرنیل، مدبر، منتظم اور حکمران ثابت ہوئے وہ کہتا ہے:

ایسے بڑے لوگ جو عقل و دانش میں اپنا جواب نہ رکھتے ہوں آسانی سے کسی کے دام فریب کا شکار نہیں ہو سکتے" ۶۶؎

اور یہی "گاڈفرے" آگے لکھتے ہیں ـــــ اور اسی میں "تعدد ازدواج" کا بھی حل کر دیتے ہیں کہ:

"سب عیسائی اس پر متفق ہیں کہ محمدؐ ۴۰ برس تک نہایت پاک طینت نیک چلن اور صادق و امین رہے، پھر یہ کیسے مان لیا جائے کہ ایک شخص چالیس سال تک صادق و امین رہ کر اکتالیسویں سال ایک دم فریب کار اور جھوٹا بن گیا؟ بقول گاڈفرے ـــــ اس بدل جانے کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں دولت کی خواہش اور عورت کی خواہش دولت ثروت اس کا مقصد ہوتا تو کعبہ کی تولیت جو اس کا خاندانی منصب تھا، وہ اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن اس نے عثمان بن طلحہ کو کلید کعبہ واپس کر دی رہ گیا عورت کا معاملہ تو جس ۲۵ سالہ نوجوان نے اپنے سے ۱۵ برس بڑی بیوہ خاتون سے پہلا نکاح کیا ہو اور اس کی زندگی تک نہایت محبت سے اسی کے ساتھ وقت گذارا ہو اس پر یہ الزام کتنا گھناؤنا ہے؟

کیا اس کے بعد بھی محمدؐ کی صداقت پر شبہ ہو سکتا ہے؟ ۶۷؎

ٹامس کارلائل جو بقول مولانا عبدالماجد دریاآبادی مورخ کے ساتھ ادیب بھی تھے، نے اپنے مجموعہ ہائے لیکچر میں لکھا:

لوگوں نے تاریخ کی اتنی ممتاز شخصیت کو طرح طرح سے بدنام کر رکھا ہے۔ وقت آگیا ہے کہ اس بدنامی کو دور ہونا چاہیئے۔ ہمیں خود اپنی ناانصافیوں کی تلافی کرنی چاہیئے۔ اور عرب کے مصلح، مشرق کے ایک بطل عظیم،

ہرگز ان الزامات کے مورد نہیں جوان پر لگائے گئے وہ نہ چور تھے نہ ڈاکو، نہ دھوکے باز نہ نفس پرست، وہ اپنے وقت کے بہت بڑے اور کامیاب مصلح تھے۔ ملک عرب کی انہوں نے کایا پلٹ دی وہ بڑے مخلص اور نیک نیت تھے۔ انہوں نے وحشیوں کو انسانیت سکھادی۔ کروڑوں آدمی ان کے تقدس کے قائل ہیں ہمیں بھی ان کا نام عزت اور تکریم سے ــــ لینا چاہیئے ۶۸ؔ

عفت و عصمت اور پاکبازی کا یہ مجسم رسول ــــ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ کفار و قریش مکہ اس کے سامنے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم آپس میں کوئی مصالحت کی شکل نکالیں آپ نے آبائی دین کو برا کہا، ہمارے معبودوں کو جھٹلایا اس قسم کے اقدامات سے آپ کا مقصد حصول دولت ہے تو ہم اتنی دولت اکٹھی کر دیتے ہیں کہ آپ سے بڑا کوئی مالدار نہ ہو۔ مکہ کی سرداری کی خواہش ہے تو اس کے لیے حاضر ہیں، خوبرو حسیناؤں کی تمنا ہے تو یہ بھی آسانی سے ہوسکتا ہے اور کسی جن پری کا اثر ہے یا کوئی جادو کا چکر ہے تو اس کا علاج ہوسکتا ہے

جانتے ہو یہ پیغام کون لایا؟ عتبہ بن ربیعہ، جو سب سے زیادہ لسان اور زبان طراز تھا آج محمد عربی کے قدموں میں جیسنان عرب، عرب کی بادشاہی اور دولت کے خزانے موجود تھے لیکن اس امام معصوم اور خاتم النبیین و المعصومین نے جواب دیا، ایسی کوئی بات نہیں، یہ اللہ کا پیغام ہے، حق کی دعوت ہے، اسے پہنچانا میرا فرض ہے یہ معمولی چیزیں ہیں آسمان کا سورج اور چاند بھی مجھے میرے مقصد سے الگ نہیں کرسکتا

ع یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید ۶۹ؔ

تو ہاں اس امام معصوم نے ۲۵ سال کی بھرپور جوانی میں ۴۰ سالہ بیوہ سے نکاح کیا اور یہ کام کسی نفس پرست کا نہیں ہوتا جب کہ سوسائٹی بھی وہ ہو جس میں کوئی اخلاقی قید ہے نہ بندھن اور پھر نبوت کے دسویں سال شوال کے نصف تک یہ عفیفہ طاہرہ اور پاک طینت خاتون زندہ رہیں تب تک اس وقت تک کسی اور عورت سے نکاح نہ کیا، اس کے بعد جو نکاح ہوئے ان میں سے ایک حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ

عنہا ہیں جو "ام المساکین" کے لقب سے ملقب ہیں، ہجرت کے تیسرے سال ان سے نکاح ہوا اور وہ محض دو تین ماہ زندہ رہیں باقی نو ازواج مطہرات جو بوقت وفات موجود تھیں ان کے نام اور سنین نکاح یہ ہیں:

حضرت سودہ بنت زمعہ سنہ ۱۰ نبوی

حضرت حفصہ بنت عمر فاروق سنہ ۳ھ

حضرت ام سلمہ سنہ ۵ھ

حضرت جویریہ (بنی مصطلق کی شہزادی) سنہ ۵ھ

حضرت زینب بنت جحش قریشیہ سنہ ۵ھ

حضرت ام حبیبہ بنت حضرت ابی سفیان اموی سنہ ۶ھ

حضرت میمونہ سنہ ۷ھ

حضرت صفیہ ہارونی (خیبر کی رئیس زادی) ۷ھ

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ بنت ابی بکر صدیق اکبر سنہ ۳ قبل ہجرت مطابق مئی ۶۲۰ھ

گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے زندگی کے کامل ۲۵ برس ایک بیوہ عورت کے ساتھ گذار دئے اور پھر زندگی کے باقی چند برسوں میں جو نکاح کئے تو ایک حضرت عائشہ کو چھوڑ کر باقی سب خواتین سن رسیدہ، بیوہ یا مطلقہ تھیں، جو بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ ان نکاحوں کے پس پردہ اور محرکات تھے معاذ اللہ جنسی خواہشات نہ تھیں۔

حضرت خدیجہ کے بعد بھی جو پہلا نکاح ہوا وہ حضرت سودہ کے ساتھ ہوا وہ بذات خود سن رسیدہ تھیں اور پھر ۵۵ سال کی عمر تک کوئی نکاح نہیں ہوا، جو ہوئے اس کے بعد ہوئے ارباب اعراض اور معترضین نے اس نکتہ پر کبھی غور نہیں کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے آپ پر شاعر، کاہن اور مجنون وغیرہ کئی تہمتیں تو لگائیں لیکن نفس پرست اور خواہشات کا پجاری جیسے اتہامات کبھی نہ لگائے اگر خدانخواستہ یہ بات کسی درجہ میں بھی ہوتی تو کفار و قریش مکہ جیسے مردم آزار لوگ ضرور یہ بات کہتے اور پوری قوت سے اس کو اچھالتے۔

سوال پیدا ہوگا کہ مان لیا کہ آپ کی ذات اقدس ان الزامات سے بری تھی لیکن جب
عام لوگوں کے لئے ۴ عورتوں کی تحدید ہے تو آپ کا معاملہ اس کے سوا کیوں ہے؟
اس کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ زندگی کے متعدد مسائل و معاملات کی طرح یہ بھی
آپ کی خصوصیت تھی اور اس خصوصیت کے کئی اسباب تھے نبی علیہ السلام کے حبالۂ عقد میں
جو خواتین آسکتی تھیں ان کی تفصیلات یہ ہیں:

۱- وہ خواتین جن کا مہر دیا گیا اور وہ آپ کے عقد میں آئیں۔
۲- جو بطور نے آپ کے عقد میں آئیں۔
۳- چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی صعوبتیں برداشت کیں۔
۴- کوئی مسلمان عورت اپنا نفس آپ کو ہبہ کردے یعنی بے مہر نکاح میں آنا چاہے اور نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں (یہ حکم آپ کے لئے خاص ہے)

قرآن میں ہے:

اے نبی آپ کی یہ تمام بیویاں جن کے مہر آپ ادا کر چکے ہیں، آپ کے لئے حلال ہیں، اور وہ عورتیں جو اللہ نے آپ کو غنیمت میں دلوائی ہیں جو آپ کی مملوکہ ہیں، وہ بھی ہم نے آپ کے لئے حلال کی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو وہ بھی آپ کے لئے ہم نے حلال کی ہیں اور اس مسلمان عورت کو بھی ہم نے حلال کیا ہے جو بلا کسی عوض کے اپنے آپ کو نبی کے لئے ہبہ کردے بشرطیکہ نبی بھی اس کو اپنے نکاح میں لانا چاہے، یہ حکم یعنی بدون وجوب مہر کے نکاح صرف آپ کے لئے خاص ہے دوسرے مسلمانوں کے لئے نہیں، بلا شبہ ہم نے عام مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے حقوق کے بارے میں جو احکام مقرر کئے یعنی مہر وغیرہ کے وہ ہم کو معلوم ہیں، اے پیغمبر آپ کے ساتھ بعض احکام کی خصوصیت اس لئے ہے تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ رہے، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا نہایت مہربان ہے[۲۸]

ان چار قسم کی عورتوں میں تنہا وہ چوتھی قسم ایسی ہے جس میں نبی پاک کی خصوصیت ہے
بقول سرسید احمد خاں مرحوم:

"بے مہر جو عورت اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کر دے اس کی آپ کو اجازت ہے عام مسلمانوں کو نہیں۔ اس سے جہاں اس بدگمانی کا قلع قمع ہوتا ہے جو مخالفین اسلام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف پھیلاتے ہیں وہاں عام مسلمانوں کے حق میں یہ احتیاط بھی ہے کہ آئندہ کوئی تنازعہ نہ کھڑا ہو" [۴۳]

مخالفین کا یہ کہنا کہ سورۂ نساء کی وہ آیت جب نازل ہوئی جس میں ۴ کی تحدید تھی تو اس کے بعد نبی علیہ السلام نے بہت سے لوگوں کو جن کے پاس چار سے زائد خواتین تھیں حکم دیا کہ چار سے زائد کو طلاق دے دو، تو آپ نے خود اس پر عمل کیوں نہ کیا؟ اس کا جواب قرآن میں موجود ہے کہ نبی کے عقد میں جو عورت آگئی اسے روحانی احترام میں ماں کا درجہ حاصل ہو گیا نبی کی طلاق یا موت کے بعد وہ عورت کسی دوسرے سے شادی نہیں کر سکتی۔ قرآن میں ہے:

"ولا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا" الخ

اور نہ تم کو (اے مسلمانوں) یہ جائز ہے کہ تم پیغمبر کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ پیغمبر کو تکلیف دینا۔

اور ان کی بیویوں سے نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بھاری بات ہے [۴۵]

من بعدہ سے مراد من بعد وفات النبی یا بعد فراق النبی ہے گویا اس میں وفات اور طلاق دونوں شامل ہیں [۴۶]

یہ اعتراض کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم کیوں دیا کہ جو عورت نبی کریم سے منسوب ہو جائے وہ پھر دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ اس کا جواب سرسید احمد خاں مرحوم دیتے ہیں (اور جاننے والے جانتے ہیں کہ بقول کسے وہ "روشن دماغوں" کے سردار تھے)

"یہ حکم نہایت عمدہ ہے۔ اگر اس کا امتناع نہ ہوتا تو اسلام میں تہا ست

فتور واقع ہوتا یہ عورتیں اپنے نئے خاوند کے سبب اور ان کے مطلب
کے موافق سینکڑوں حدیثیں اور روایتیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیان کرتیں جن میں ایک فتنہ عظیم اسلام میں برپا ہوتا اور اسلام میں
باعث فتور اور اس کے احکام میں اختلال کا سبب ہوتا۔ اس لئے
یہ حکم نہایت ضروری تھا۔

چنانچہ جب آیت تحدید نازل ہوئی تو اس وقت یہ بیبیاں آپ کے حبالہ عقد میں تھیں۔ امت کے لئے چار کی اجازت سے زائد ضرورت و مصلحت اور خصوصیت کی بناء پر اپنے حبالہ عقد میں رکھنے کی اجازت دیکر مزید نکاح نہ کرنے کا پابند کر دیا گیا جیسا کہ الاحزاب کی آیت ۵۲ میں ہے۔ اس میں ارشاد ہے:

"ان چار مذکورہ بالا قسموں کے علاوہ اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں اور نہ یہ درست ہے کہ آپ موجودہ بیویوں کو چھوڑ کر ان کی جگہ اور عورتوں سے نکاح کر لیں۔"

یعنی نہ تو اس تعداد (۹) میں اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ ان کو بدل سکتے ہیں۔ محققین کا کہنا یہی ہے کہ جس طرح عام امت کو چار سے زائد بیویوں کی اجازت نہ تھی آپ کو حضرت خدیجہ کے بعد ۹ سے زائد کی اجازت نہ تھی اور یہ اجازت (یعنی ۹ تک) اس لئے ملی کہ جب آیات تخییر (الاحزاب ۲۸-۲۹) نازل ہوئیں تو ان قابل احترام خواتین نے دنیا کے مال و منال کو ترک کرکے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور نبی علیہ السلام کی رفاقت کو اختیار کیا تھا اس لئے ان پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان کیا کہ نبی کے ساتھ ان کی رفاقت اٹوٹ ہو گئی اور وہ دارین کے اجر عظیم کی مستحق قرار پائیں۔ ان کے ایثار و قربانی کا یہ صلہ اللہ نے انہیں مرحمت فرمایا۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ تعدد میں عدل شرط ہے جو عدل نہیں کر سکتا اس پر لازم ہے کہ وہ ایک پر اکتفا کرے تاکہ حسن معاشرت میں خلل نہ آئے۔ آپ چونکہ معصوم تھے اس لئے آپ کے حق میں نفس مفسدہ کو مناط حکم قرار دیدیا گیا کیونکہ آپ کے

حق میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کا تصور ہی نہیں ۷۹ے

اگر ذرا دقت نظر سے دیکھیں تو نبی علیہ السلام کے متعدد نکاحوں میں جو محدود عرصہ میں ہوئے کئی ایک مصالح نظر آتی ہیں جن سے دین، ملت اور قوم کو فائدہ ہوا۔ مثلاً قارئین جانتے ہیں کہ عرب میں قبائلی عصبیت کا کیا حال تھا؟ آپ نے مختلف قبائل کی خواتین سے نکاح کرکے ایک پل کا کام دیا جس کے سبب قبائلی عصبیت کی گرہیں ڈھیلی پڑیں اور انسانی برادری کو قریب آنے اور باہم جوڑ کا موقعہ ملا۔

آپ کی پہلی اہلیہ حضرت خدیجہ بنو عزمی سے متعلق تھیں تو اس کے بعد حضرت عائشہ بنو تمیم، حضرت حفصہ بنو عدی، حضرت ام حبیبہ، بنو امیہ، حضرت میمونہ، بنو غیلان، حضرت سودہ بنو عامر، حضرت زینب بنت جحش، بنو اسد، حضرت جویریہ بنو مصطلق، حضرت صفیہ خاندان ہارون علیہ السلام اور حضرت زینب بنت خزیمہ بنو حلال سے متعلق تھیں، ان مختلف نکاحوں سے باہمی قرابتداریوں کا وسیع سلسلہ جہاں قائم ہوا وہاں دشمنی وعداوت بھی کم ہوئی بنو امیہ کی دشمنی مسلم لیکن حضرت ام حبیبہ کے نکاح کے بعد وہ ہنگامہ نظر نہیں آتا بلکہ آپ کے والد اور سردار قریش ابو سفیان مدینہ منورہ میں آکر معاملات صلح کو آگے بڑھانے کی فکر کرتے ہیں حضرت صفیہ کے نکاح کے بعد یہود کی دشمنی کی آگ ماند پڑ گئی اور حضرت جویریہ کے نکاح کے بعد بنو مصطلق کے قیدی آزاد ہو گئے ـــــــ بعض خواتین کے نکاح کے سبب بعض جاہلانہ رسمیں ختم ہوئیں جیسے متبنیٰ کی رسم کہ اس کی جورو حقیقی بیٹے کی جورو کی مانند سمجھی جاتی حضرت زینب بنت جحش کے نکاح سے یہ رسم بد ختم ہوئی۔ نبی کریم علیہ السلام جو بیک وقت مردوں اور عورتوں کے نبی تھے، ساری دنیا اور صبح قیامت تک کے نبی تھے، ان کی آمد و بعثت سے قبل عورت مظلوم تھی، آپ نے اس کی مظلومیت ہی کو ختم نہ کیا بلکہ زندگی کی دوڑ میں اسے برابر کا شریک کیا، سوچیں زندگی کے کتنے مسائل تھے، جن کی عورت کو ضرورت تھی لیکن وہ کھلے بندوں بیان نہ ہو سکتے تھے، اس سلسلہ میں ازواج مطہرات سے یہ ضرورت بھی پوری ہوئی اور توسیع وتعلیم دینی کا کارخانہ قائم ہوا ایک حضرت عائشہ ہی کے حوالہ سے ۲۲۱۰ روایات منقول ہیں جبکہ حضرت میمونہ سے ۷۶۔ حضرت ام حبیبہ سے ۶۵ حضرت حفصہ سے ۶۰

حضرت صفیہ سے ۱۰ اور حضرت سودہ سے ۵ روایات منقول ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔
امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے
فتاویٰ جمع کئے جائیں تو ان سے ایک دفتر تیار ہو جائے گا تو وہ فقہ و فتاویٰ اور
دینی ذکاوت میں اس عظیم درجہ کی مالک تھیں ۸۰
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعلیم، افتاء، ارشاد اور اجتہادات کا عظیم ذخیرہ
ہے جس کی ایک جھلک سید سلیمان ندوی مرحوم کی "سیرت عائشہ" میں دیکھی جا سکتی ہے کہ
کس طرح بڑے بڑے مسائل میں انہوں نے امت کی رہنمائی کی۔ اس کتاب کے آخر میں
سید صاحب مرحوم نے امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ کے رسالہ "عین الاصابہ" کو تصحیح و
تعلیق کے بعد ملحق کر دیا ہے جس میں امام سیوطی نے حضرت عائشہ کی ان روایات کو جمع کیا
جن میں انہوں نے اپنے معاصرین کی غلطیاں اور غلط فہمیاں ظاہر کیں۔
بہر طور تعدد ازدواج اور خاص کر نبی کریم علیہ السلام کا معاملہ اس قسم کا ہے جو
اپنے جلو میں ہزاروں حکمتوں کو لئے ہوئے ہے شرط انصاف ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حواشی

۱؎ صفحہ ۲۲۰: دار المشرق: بیروت ۱۹۶۷ء

۲؎ ص ۵۸۴: کراچی ایڈیشن: ۱۹۷۹ء

۳؎ ص ۴۷۳: جلد چہارم: دہلی ایڈیشن ۱۹۶۲ء

۴؎ عورت کے متعلق یہ تفصیلات "فریب تمدن" از اکرام اللہ ایم اے مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۷ء
"مسلمان عورت" از فرید وجدی (ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد) مطبوعہ لاہور ۱۹۴۶ء"
"اسلامی عورت" از مولانا عبدالصمد رحمانی مطبوعہ پٹنہ ۱۹۶۸ء اور سید صباح الدین
عبدالرحمٰن مدیر "معارف" اعظم گڑھ کے مقالہ سے ماخوذ ہیں۔

۵؎ القرآن: النساء آیت ۱: ترجمہ مولانا احمد سعید دہلوی مطبوعہ دہلی ۱۹۶۷ء

۶؎ القرآن: الحجرات آیت ۱۳۔

۷؎ القرآن: البقرہ آیت ۲۲۸۔

۸؎ انما النساء شقائق الرجال (بخاری واحمد)

۹؎ القرآن: المؤمن: آیت ۴۰۔

۱۰؎ اخلاق و فلسفہ اخلاق: مولانا حفظ الرحمٰن: ص ۳۲۸: دہلی ۱۹۵۰ء

۱۱؎ اخلاق و فلسفہ اخلاق " " : ص ۳۲۹

۱۲؎ القرآن: الروم: آیت ۲۱۔

۱۳؎ القرآن: البقرہ: آیت ۱۸۷۔

۱۴؎ تفسیر عثمانی: ص ۶۳: مطبوعہ لاہور: ۱۳۷۸ھ

۱۵؎ یہ جملہ تفصیلات مولانا مختار علی دیوبندی، مولانا احمد علی لاہوری اور جناب زاہد ملک
کے مرتبہ قرآنی انڈکس میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں انہیں سے اول الذکر نے چھ جلدوں میں

یہ انڈکس تیار کیا تھا جو قرآنی طلبا کے لئے ایک نادر تحفہ ہے مولانا لاہوری کا انڈکس ان کے ترجمہ قرآن مطبوعہ انجمن خدام الدین لاہور کے ساتھ ملحق ہے۔ تو زاہد ملک صاحب کا انڈکس بعنوان "مضامین قرآن"، حرمت مطبوعات راولپنڈی نے چند سال قبل شائع کیا ہے۔

۱۶ مشکوٰۃ: ص ۲۵۹: مطبوعہ لاہور: ۱۳۱۲ھ

۱۷ مشکوٰۃ: " " "

۱۸ القرآن: النساء: ۳: ترجمہ مولانا احمد سعید دہلوی۔

۱۹ القرآن: النساء: ۱۲۹ " " "

۲۰ لغات القرآن: ص ۱۸۳: جلد ۶: مطبوعہ لاہور۔

۲۱ اس کی مزید وضاحت لغت عربی کے ایک مشہور عالم کی زیر ادارت نکلنے والے ماہنامہ "مسلمہ"، لاہور کی اشاعت فروری، مارچ ۱۹۵۹ء بعنوان "خاتون نمبر" میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۲ البقرہ: آیت ۲۲۰۔

۲۳ النساء: آیت ۹-۱۰۔

۲۴ بخاری:

۲۵ جامع ترمذی

۲۶ احمد۔ ترمذی

۲۷ تفسیر عثمانی: ص ۹۹: مطبوعہ لاہور۔

۲۸ ابن کثیر: قرطبی، معارف القرآن وغیرہ۔

۲۹ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ۔

۳۰ ان دو آیات کے ضمن میں مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

تفسیر قرطبی: ص ۱۷-۱۱: جلد ۳: تفسیر المنار: ص ۶۰-۳۴۵: جلد ۴، ص ۴۵۱-۴۴۸: جلد ۵، التفسیر الواضح: ص ۴۸-۱۴۷، جلد ۴: ص ۶۸: جلد ۵: ترجمان القرآن دہلی

ایڈیشن، ص ۵۴۴ : جلد ۲ : اور کشف الرحمٰن : دہلی ایڈیشن : ص ۱۵۶ (ضمیمہ)

۳۱؎ النساء آیت ۱۹ -

۳۲؎ مسند احمد -

۳۳؎ روزنامہ جنگ لاہور : ۲۴ / اگست ۱۹۸۴ء : ص ۸ : کالم ۱ -

۳۴؎ اسلام میں حیثیت نسواں ص ۶۳ - ۱۶۲ : مطبوعہ لاہور ۱۹۵۲ء

۳۵؎ لائف از ڈیون : ص ۱۵۸ -

۳۶؎ پیدائش ۱۶ : ۲۴، ۱۸ = ۱۵، ۲۵ : ۱

۳۷؎ پیدائش ۲۹ : ۲۳، ۲۲، ۲۸، ۲۹

۳۸؎ خراج ۲ : ۳۱ قاضیوں ۱ : ۱۶، ۱۱ : ۲۶

۳۹؎ سموئیل : ۱۸ : ۲۷، ۳ : ۲، ۵ - ۱۱ : ۲۶

۴۰؎ سلاطین ۱۱ : ۳

۴۱؎ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر مولانا سید انور شاہ کی عقیدۃ الاسلام اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی شہادۃ القرآن ملاحظہ فرمائیں۔

۴۲؎ پاکستانی عورت دوراہے پر ص ۱۶۴ مطبوعہ ۱۹۷۸ء - لاہور

۴۳؎ اشاعت ۱۴ / جولائی ۱۹۳۵ء -

۴۴؎ فلٹن جے، شین کیموزم اینڈ دی کانشنس آف دی ویسٹ ص ۱۵۱ - ۱۴۸

۴۵؎ بحوالہ اسلام میں حیثیت نسواں : ص ۱۶۵ - ۱۶۴

۴۶؎ ان میں سے بعض حوالہ جات "اسلام میں حیثیت نسواں"، بعض "صدق جدید" کے فائلوں اور بعض "فریب تمدن" سے ماخوذ ہیں۔ بعض حوالہ جات اصل کتابوں سے دوبارہ حاصل کر لئے گئے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر کوپ، جیمس ہنسٹن وغیرہ کے حوالے۔

۴۷؎ طبرانی عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۴۸؎ معارف اعظم گڑھ ۱۹۶۴ء

۴۹؎ میری پکار ص ۸۳ از ہٹلر

Accession Number.
....86129....
21.12.87

۵۰ مسئلہ تعدد ازدواج : ص ۹۳ : مطبوعہ لاہور جون ۱۹۵۹ء

۵۱ القرآن : مریم آیات ۳ تا ۶

۵۲ مسئلہ تعدد ازدواج : ص ۱۰۱-۱۰۱ : مطبوعہ لاہور ۱۹۵۹ء

۵۳ انیسویں صدی کا انسائیکلوپیڈیا

۵۴ ڈاکٹر دو فاریتی ـــــ انسائیکلوپیڈیا

۵۵ ابتکار النظام

۵۶ البقرہ : آیت ۱۱۶

۵۷ مولانا عبدالباری ندوی ـــــ تجدید دین کامل : ص ۲۹۷-۲۹۶ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۲ء

۵۸ حجۃ اللہ البالغہ : ص ۹۹ : جلد ۲ : مطبوعہ لاہور ۱۹۵۱ء

۵۹ ازالۃ الخفا : حصہ دوم : ص ۸۱ : مطبوعہ کراچی بحوالہ مسند ابی حنیفہؒ

۶۰ علم جدید کا چیلنج : ص ۲۶۵ : مطبوعہ دہلی ۱۹۷۴ء

۶۱ اخلاق رسول : ص ۳۲ : حصہ اول کراچی ایڈیشن ۱۹۸۳ء

۶۲ فتح الملہم شرح صحیح مسلم از مولانا شبیر احمد عثمانی : ص ۸۳ ۴ : جلد ۱

۶۳ اصح السیر : ص ۱۱ : اصح المطابع کراچی

۶۴ خصائص الکبریٰ : ص ۸۸ : جلد اول

۶۵ دروس السیرت : ص ۱۰

۶۶ اپالوجی فار محمد فقرہ ۸ اص ۱۸

۶۷ ״ ״ ״ ۲۴

۶۸ ہیروز اینڈ ہیرو. شپ لیکچر دوم بحوالہ سلطانِ ما محمد : ص ۹۶ : مطبوعہ لاہور و اخلاق رسول : ص ۲۱ : حصہ دوم : مطبوعہ دہلی۔

۶۹ سیرت مغلطائی : ص ۲۰ و دروس السیرت : ص ۱۴ و ص ۲۱

۷۰ سیرت مغلطائیؒ : ص ۳۰

۷۱ حضرت عائشہ کے نکاح کی تفصیلات اور باقی ازواج مطہرات کے سنین نکاح

دیکھیں سیرت عائشہ از سید سلیمان ندوی: ص ۷۷-۷۸ و ص ۶۷-۶۸ مطبوعہ اردو اکیڈمی سندھ ۱۹۶۷ء۔

۷۲؎ الاحزاب: آیت ۵۰: ترجمہ مولانا احمد سعید دہلوی۔

۷۳؎ مقالات سرسید: ص ۲۳۱: جلد ۴: مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور۔

۷۴؎ الاحزاب: آیت ۶۔

۷۵؎ الاحزاب: آیت ۵۳۔

۷۶؎ تفسیر بیضاوی: ص ۱۸۵: جلد ۲: مطبوعہ لکھنؤ (ای من بعد وفاتہ او فراقہ)

۷۷؎ مقالات سرسید: ص ۲۳۴: جلد ۴۔

۷۸؎ کشف الرحمٰن: ص ۶۷۸: مطبوعہ دہلی۔

۷۹؎ حجۃ اللہ البالغہ: ص ۵۵۳: جلد ۲: مطبوعہ لاہور۔ (اس سلسلہ میں مزید تفصیلات تفسیر قرطبی جلد ۱۴: صفحات ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۱۷، تفسیر الواضح جلد ۲۲: ص ۲۰ اور تفسیر عثمانی ص ۵۵۰ (ضمیمہ) قابل ملاحظہ ہے۔

۸۰؎ اعلام الموقعین: ص ۹: جلد ۱۔